اراکینِ دائرہ سے التماس ہے۔ کہ بقایا چندہ جلد ادا کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

مسلم آتے ہیں نظر عید کے دن سربسجود ۔۔۔ شاغلِ لہو و لعب ہوتے ہیں ترسا و یہود

عید میں لعن و تبرا ہے عبادت اِن کی ۔۔۔ شغل اُن کا ہے مگر نعتِ نبی حمدِ ودود

لغو و بیہودہ ہوں جو کام بھی شیطانی ہیں

نیکیاں ان سے اُڑیں آگ سے جیسے بارود

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ رسالہ عالم

الموسوم بہ

اسلامی اور شیعی

عیدیں

جس میں اسلامی عیدین کا مختصر ذکر کرنے کے بعد شیعوں کی خود ساختہ عیدوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے:-

دائرۃ الاصلاح لاہور نے برائے افادہ اہلسنت والجماعۃ چھپوا کر بتقریب عرس حضرت علی المرتضیٰ سنہ ۱۳۴۳ھ میں مفت تقسیم کیا:-

---

مطبوعہ کریمی سٹیم پریس لاہور باہتمام میر قدرت اللہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

وضاعین مذہب شیعہ نے اپنے مذہب کو دلچسپ و دلآویز ظاہر کرنے کے لیئے ہر دینی مسئلہ میں عیش و عشرت کا بیش از بیش سامان فراہم کر رکھا ہے۔ تاکہ اسکے متبعین اسکے گرویدہ اور لذائذ دنیوی سے متمتع ہو کر دن عید و رات شب برات مناتے رہیں۔ اور بجائے روحانیت میں ترقی کے نفس امارہ کی پرستش میں زندگی بسر کریں۔ نفس پروری جملہ مذاہب عالم کے نزدیک ایک قابل تنفر جذبہ ہے۔ لیکن روافض کے ہاں جسقدر ثواب کی امید اس عمل کے انعام میں دلائی گئی ہے۔ اور کسی مذہب میں اسکی مثال باوجود تجسس و تلاش کے بھی دستیاب ہونی محال و ناممکن ہے۔ ہزار عورتوں سے متعہ کرنا اسی مذہب نے جائز رکھا ہے۔ اور سہ زن لوکن اے مرد در ہر بہار + کہ تقویم پارینہ ناید بکار ۔:۔

کی بہترین تفسیر کی ہے۔ اس مذہب نے صرف اس زبون عیاشی کو جو قوموں کو تباہ۔ اخلاق کو گم۔ اور مذہب کو نابود کرنے والی ہے۔ جائز ہی نہیں رکھا۔ بلکہ اسکو موجب بے حد ثواب اور کلید جنت بنایا ہے چنانچہ ایک بار متعہ کر لینے سے جو ادنیٰ اسا درجہ بارگاہ ایزدی سے عطا ہوتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ درجہ حضرت سید الشہداء امام حسینؓ کا ہے۔ اور جتنے متعہ زیادہ کرتے جائیں۔ اتنے ہی درجات بلند ہوتے جاتے ہیں۔ روحانیت کا یہ نردبان۔ روافض کے ہی مذہبی قصر عیش و عشرت پر راست آسکتا ہے۔ ورنہ عقل سلیم تو ایسی لچر پوچ تعلیم کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر اسکے عاملوں کا بہائم کی فہرست میں اندراج کر دیتی ہے۔ مدارج متعہ کی تفصیل لاہوری مجتہد مولوی حائری کے والد بزرگوار کی کتاب الموسومہ بہ برہان المتعہ میں بالاسناد درج ہے۔ اور ناظرین کرام اسکے مطالعہ سے مذہب شیعہ کی پستیٔ اخلاق کا ثبوت حاصل کر سکتے ہیں :۔

شیعہ مذہب میں جنت کا حاصل کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ۔ اور ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ چوکھا آئے کا مصداق ہے۔ محرم کا چاند دیکھا اور ذکر کربلا کر کے یا سنکر ذرا سا رو لیا یا رولا دیا اور لہو لگا کر شہید دنمیں جا داخل ہوئے۔ سال آئندہ کے گناہ معاف ہو گئے۔ بہشت کا استمراری پٹہ ان کے نام لکھا گیا۔ کوئی بدترین گناہ بھی انہیں اس خطۂ بے نظیر سے بیدخل نہیں کر سکتا۔ کہاں کا زہد کہاں کا تقویٰ۔ نماز روزے سے کیا سروکار۔ ابتو پانچوں گھی میں ہیں بعض فیاض جنہوں نے فردوس بریں کو

مال مفت دل بیرحم کے اصول پر جا بنچا دو قدم اور بھی آگے بڑہ گئے اور اسکو جاری کردیا۔ کہ شیعے لاکھ بدیاں کریں۔ دن رات فسق و فجور میں مبتلا اور حیا سوز افعال کے مرتکب ہوں۔ انکے نامۂ اعمال کبھی سیاہ ہوہی نہیں سکتے۔ کیونکہ بموجب حدیث[۱] طینت انکی تمام بدیاں اہلسنت والجماعت کے نام لکھی جاتی ہیں۔ کاتبان قضا و قدر کو یہی فرمان ایزدی ہے۔ سبحان اللہ کرے کوئی بھرے کوئی کیا خوب انصاف ہے۔ گویا ان کور چشموں کے نزدیک خدائی دربار اندھیر نگری چوپٹ راجہ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ ؎ ختم تجھ پر یہ کام ہے تیرا ؛ واہ کیا انتظام ہے تیرا ؛

علاوہ ازیں شیعان اہلبیت کو نیکی کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حدیث محولہ بالا کی رو سے غیر شیعہ کی نیکیونکے وہی تو واحد مالک بلا شرکت غیرے قرار دئے گئے ہیں اور جو نیک عمل کسی غیر شیعہ سے سر انجام پاتا ہے۔ کرام الکاتبین کسی شیعہ کے نامۂ اعمال میں جڑ دیتے ہیں۔ اور وہ شخص جو جہاد بالنفس کرکے ثواب کی امید پر صعوبتیں اٹھا کر ایک نیک و قابل تقلید مثال قائم کرتا ہے منہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ یہ نیکی بدی کے فرشتے جو غیر شیعہ کے نیک اعمال اڑا لیتے ہیں اسقدر چابک دست واقع ہوئے ہیں خدا جانے اور کیا کیا ستم ڈھاتے اور بے بس و بیکس غیر شیعی مسلموں سے کیا کیا عیاریاں کرتے ہونگے۔ جب صورت حالات یہ ہے۔ تو کیا شیعوں کا سر پھرا ہے کہ وہ خواہ مخواہ نیکی کی خواہش کریں۔ یا اپنے گناہوں پر متاسف ہوں۔ وہ کیوں اپنی جان کو دکھ دیں۔ جبکہ حُب اہلبیت نے تمام عالم کو انکا غلام بدام بنا رکھا ہے اور اسکا فرض یہ ہے۔ کہ وہ تمام دن نیکیاں فراہم کرکے شام کو انکی نذر کردے۔ اور انکے عوض شیعہ کے گناہوں کے پشتارے باندھ لے جائے۔ اگر ایک شئے اتنی سہولت سے میسر ہو سکتی ہو۔ تو اسکے لئے تردد کرنا۔ کار خرد منداں نیست ؎

کیوں وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے

خود بخود صید چلے آتے ہیں گردن ڈالے

اسی تعلیم ناقص نے مذہب شیعہ میں رواج گناہ کو نہایت شدت سے قائم کیا اور اپنے پیرو ونکو جسارت دلائی۔ کہ وہ دھڑلے سے نواہی کے مرتکب ہوں۔ کیونکہ عذاب و نکال تو انپر جاری ہوہی نہیں سکتا اور یہی ایک سبیل ہے جس سے وہ غیر شیعہ کی آخرت کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ انکی زندگی کا یہی مقصد ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اسی کے حصول کیلئے وہ شب و روز مجاہدانہ سرگرمی سے مصروف کار ہیں۔ ماہ محرم کے پہلے دس دن ماتم کے دن کہے جاتے ہیں۔ اور یہ وہ دن ہیں۔ کہ انمیں ایک نیکی ہزار نیکیوں کا ثواب رکھتی ہے۔ لیکن زمانہ شاہد ہے کہ تعلیم متذکرۃ الصدر کے تحت میں جتنے

[۱] ملاحظہ ہو رسالہ عمل چہ ر ۱۲

جلسے ان دنوں میں منائے جاتے ہیں اور سال بھر کے وعدے پورے ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر تحصیل حاصل ہے۔ عیاں راچہ بیان۔ مجلس ایک خاص انداز و لطافت سے آراستہ و پیراستہ سیہ لباس میں غارت گراں ایمان سیم تن حسینانِ نوخاستہ۔ پینے کو بجائے اشک مفرح و معطر شربت۔ لخت دل کی جگہ انواع و اقسام کے مرغن طعام کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا ایں جا است۔ تفریح کے لئے جا بجا سامان سرور۔ فرط روشنی سے امام باڑے بقعہ نور۔ آنکھ قدم قدم پر نظارۂ حسن سے مخمور۔ دل سے رنج و الم کوسوں دور۔ غم کے بھیس میں عیش اس طرح مستور۔ جیسے نام زنگی کا فور۔ لسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است :۔

مزید براں کئی عیدیں بھی منائی جاتی ہیں۔ جن میں نہ صرف تمام گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بلکہ "جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج" کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔ خادمانِ اسلام و فدائیان ملت (جنکو اللہ تبارک و تعالے نے بہشت کی بشارت سے اس عالم فانی میں سرفراز فرمایا) کو برا کہو تو سعادتِ دارین حاصل کرو۔ تبرا نہ کرو تو مستحق لعنت بنو وہ قس علیٰ ہذا۔ الغرض شیعہ مذہب میں چین ہی چین لکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مذہب عاری۔ وارفتہ مزاج اور دل پھینک نوجوان بہ کمالِ سرعت اس مذہب کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ایک عجب شان سے نغمہ سرا ہوتے ہیں۔ کہ :۔

بابر بعیش کوش کہ عمرت دوبارہ نیست :۔

اور اسی کو اپنا اصول زندگی قرار دے لیتے ہیں۔ جسکی انتہا بجز تباہی قوم و ملت کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ لاہور میں آئے دن روافض کیطرف سے عید کے اشتہار کوچہ و بازار میں چسپاں ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے مضامین عجائب و براہین غرائب اس امر کے مقتضی ہیں کہ شیعہ مذہب کی عیدوں کی حقیقت پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔ کہ اسلام سے وہ کسقدر متعلق ہیں عند التحقیق جو کچھ مبرہن ہوا اسلئے اس غرض سے یہاں قلم بند کیا جاتا ہے۔ کہ برادران اہلسنت والجماعت اس سے مستفیض ہو کر ان خود ساختہ و پرداختہ اعیاد کی شرکت سے محترز رہیں۔ کیونکہ انکو اسلام سے دور کی بھی نسبت نہیں :۔

اسلام کی قائم کردہ عیدیں

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خواہ عربی ہو خواہ عجمی ہر قوم اپنی عید کے دن خوشی مناتی اور نمائشِ زیب و زینت کرتی ہے اسلامی عیدین کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ جب سنہ ۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ میں دو عیدیں رائج پائیں۔ ایک نوروز کی (آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے کے دن) اور دوسری مہرجان کی (آفتاب کے میزان میں تحویل ہونے کے روز) یہ عیدین رات دن برابر اور موسم معتدل ہونے کے وقت منائی جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مشرکوں کی عیدیں ہیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے انکے عوض ہمیں ان سے بہتر دو دن یعنے عید الفطر اور عید الضحیٰ عطا فرمائے ہیں:۔

اوپر جو مذکور ہوا ہے۔ وہ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ جو ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ اور جسے صاحب مشکوٰۃ شریف نے بھی باب صلوٰۃ العیدین میں نقل کیا ہے:۔

مولانا ابوحفص کبیر حنفی رہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی نوروز کو مشرک کی طرف اس دن کی تعظیم کے واسطے تحفہ تحائف بھیجے وہ یقیناً حیطۂ اسلام سے باہر یعنی کافر ہو جاتا ہے:۔

افسوس ہے۔ کہ شیعہ ہر بات میں مسلمانوں سے مختلف راہ اختیار کرتے ہیں۔ جس عید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر دیا اسکو ضد سے انہوں نے پھر اختیار کر لیا پھر با ایں ہمہ سرکشی وطغیان دعوٰی مومنیت بھی رکھتے ہیں!! ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ شیعہ دارد
وائے گر از پسِ امروز بود فردائے

عیدیں باظہارِ شکر الٰہی ہیں ہم مسلمانوں میں علاوہ عید جمعہ کے جو حسب ارشاد نبوی سید الایام اور یوم اضحیٰ اور یوم فطر سے بھی اعظم ہے۔ (باب الجمعہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۰) دو عیدیں عہد نبوی سے رائج ہیں۔ اور دونوں کی غرض و غایت ادائے شکر الٰہی ہے:۔

(۱) عید الفطر۔ یہ عید رمضان شریف کے بعد آتی ہے۔ یہ خوشی و خرمی کا دن ہے۔ مسلمان مہینہ بھر روزے رکھتے ہیں۔ اور اس فریضہ الٰہی سے سبکدوش ہو کر درگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر دوگانہ شکر ادا کرتے ہیں

(۲) عید الضحیٰ۔ مسلمانوں کی دوسری عید عید الضحیٰ[٥١] ہے۔ جسے بقر عید اور عید قرباں بھی کہتے ہیں۔ یہ سنت ابراہیمی کی یادگار ہے کہ انہوں نے بتعمیل حکم الٰہی قربانی فرزند سے بھی دریغ نہ کیا۔ خدا نے ذبح عظیم سے اس کا فدیہ دیا۔ جسکی یادگار قائم رکھنے کے لئے ذی استطاعت مسلمانوں کو بروز عید حکم قربانی ہوا۔ عید حج سے دوسرے دن ہوتی ہے۔ اس عید کے روز بھی دو رکعت نماز بطور شکر ادا کرنا واجب ہے کہ خدا نے توفیق حج عطا فرمائی:۔

اِنکے مقابل شیعوں کی عیدیں دیکھو۔ اُنہیں شکر و ذکر کے عوض عیش و عشرت کی تحریص موجود ہے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی بجائے معصیت کی جرأت دلائی گئی ہے۔ اور یہ ایسا فعل ہے جو مقصدِ زندگی مسلم (عبادت الٰہی) سے کوسوں دور ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بانیانِ مذہب شیعہ کا مقصود اسلامی تعلیم میں رخنہ اندازی کے سوا اور کچھ نہیں:۔

مومن اور کافر کی عید

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ کہ مومن اور کافر دونوں عید میں شریک ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے عید ہے۔ مومن کی عید تو خداوند تعالیٰ کا۔ اور کافر کی شیطان کا راضی کرنا ہے۔ جب مومن عیدگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اسکے سر پر ہدایت کا تاج ہوتا ہے اور اسکی آنکھوں میں عبرت اور فکر کی علامت پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے کانوں میں حق بات سننے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور خدا کی توحید میں اسکی زبان سے کلمۂ شہادت جاری ہوتا ہے۔ اسکے دل میں معرفت اور یقین ہوتا ہے۔ وہ اظہار عجز و انکساری کرتا ہے۔ خداوند کریم اسکو قبولیت کا خلعت عطا کرتا ہے اپنی بخشش سے اسکو سرفراز و سربلند کرتا ہے۔ اور اسکو بہشت اور عزت والے گھر میں داخل کرتا ہے۔ کافر اپنی عیدگاہ میں جاتا ہے۔ تو اسکے سر پر گمراہی اور نقصان کا تاج ہوتا ہے۔ اسکے کانوں پر پردہ اور غفلت کی مہر لگی ہوتی ہے۔ اسکی آنکھوں میں گمراہی اور شہوتوں کی علامات پائی جاتی ہیں۔ دوری اور بدبختی کی مہر انکے منہ پر لگی ہوتی ہے۔ ان کے بیٹھنے کی جگہیں مجوسیوں کے آتشکدے وغیرہ ہیں۔ انکے معبود بت ہیں۔ اور آخر ان کی بازگشت دوزخ کی آگ ہے:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عید

[٥١] روافض عید الضحیٰ کے دن ماتم کرتے ہیں:۔

پھر حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں۔ کہ عید یہ نہیں کہ عمدہ عمدہ کپڑے پہنیں۔ لذیذ اور خوشگوار کھانے کھائیں۔ خوبصورتوں کو گلے لگائیں۔ اپنی لذتوں اور خواہشوں سے فائدہ اٹھائیں۔ دل کی ہوا وہوس نکالیں۔ بلکہ عید یہ ہے۔ کہ خدا کی درگاہ میں طاعت قبول ہو۔ برائیاں نیکیوں سے بدل جائیں۔ سینہ کینہ سے خالی ہو جائے اور نور کی علامتیں ظاہر ہوں:۔

پھر لکھتے ہیں۔ کہ عید کے دن ایک آدمی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دیکھا کہ آپ روکھی سوکھی روٹی کھا رہے ہیں۔ عرض کیا عید کا دن۔ اور نانِ خشک! آپ نے فرمایا کہ آج عید ان لوگوں کی ہے۔ جن کے روزے قبول ہوئے۔ جنکی کوشش منظور ہوئی۔ جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے بخشش دیا۔ ہماری عید آج بھی ہے۔ کل بھی ہے۔ اور اس دن بھی ہماری عید ہے جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔ اسلئے ہر ایک عقلمند آدمی کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کو نہ دیکھے۔ اور اس کا پابند نہ ہو جائے۔ بلکہ عید کے دن عبرت پکڑے اور آخرت کی فکر کرے:۔

شیعہ صاحبان اپنی عیدوں کا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی عید سے مقابلہ کریں۔ اور سوچیں کہ ان کی یہ عیدیں مومنوں کی ہیں یا کافروں کی سی عیدوں میں یہ شور وغل۔ یہ تبرا بازی۔ یہ دشنام یہ لعن وطعن۔ یہ رنگ رلیاں یقیناً مومنوں کی شان سے بعید ہیں۔

خیر الامور اوسطہا

دین اسلام نے ہر بات میں نقطۂ اوسط یعنی اعتدال قائم رکھنے کی تلقین کی ہے اور انہی کاموں کو اچھا بتایا ہے۔ جو نقطۂ اوسط پر ہوں۔ عید میں بھی اسی میانہ روی کی تلقین ہے کہ نہ تو انسان زاہد خشک ہو جائے کہ تمام مسرتوں سے منہ موڑ کر سوگوارانہ گوشہ میں بیٹھا رہے۔ اور نہ اس قدر عیش وعشرت میں غرق ہو۔ کہ زبان سے قابو اٹھالے اور دل ودماغ کو غور وفکر سے آزاد کر کے حرام وحلال کی تمیز ہی نہ رکھے:۔

مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ عید کے روز اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنیں۔ سرمہ اور خوشبو لگائیں اور اچھا کھانا کھائیں کھلائیں۔ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے عیدگاہ کو جائیں۔ عزیزوں دوستوں سے عید ملیں اور شاداں وفرحاں گھر واپس آئیں:۔

اسلام ان لوگوں سے بیزار ہے۔ جو روزے نہ رکھیں۔ شہر رمضان کی حرمت وعظمت کا کچھ پاس کریں اور عید میں بھی بجائے خدا کے سامنے سربسجود ہونے کے مشغول لہو ولعب نظر آئیں۔ جو سُنی ہو کر ایسا کرے اسے عید نوروز منانے والوں کا پیرو سمجھو جنکا سوائے رنگ رلیاں منانے کے اور کوئی مقصد ہی نہیں۔

(۱) عید بابا شجاع

روافض کی خود ساختہ عیدوں میں سے ایک عید شجاع بھی ہے۔ جسے وہ بڑی دھوم دھام سے ۹ ربیع الاول کو مناتے ہیں۔ شیعوں کے نزدیک حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کی مقبول عام کتاب تحفۃ العوام جس کے سرورق پر اہلسنت کو مطالعہ کی ممانعت درج ہے کے ص۵۹-۶۴ پر ماہوار جدول درج ہے جس میں ہر ماہ کی تاریخوں کے مقابل سعد یا نحس تحریر ہے۔ ماہ ربیع الاول کے جدول کی تاریخ نہم کے متعلق لکھا ہے۔ "نیک ہے سب کام کو اور روز قتل عمر ہے۔ اور بقولے روزِ مرگِ عمر سعد بھی ہے"۔

اب سوال یہ باقی رہ گیا کہ اس کا نام عید شجاع کیوں پڑا؟

عرض ہے۔ کہ اس عید کو روافض نے اپنے مجوسی بابا شجاع قاتلِ فاروقِ اعظم رض کے نام پر موسوم کیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ حضرت عمر رض ۹ ربیع الاول کو شہید ہوئے۔ روز شہادت ۲۸ ذوالحجہ ۲۳ھ ہے۔ چونکہ حضرت عمر رض کے دینداری اور شریعت پروری کے طفیل مجوسانِ ایران کی مغرور گردنیں خم ہوگئیں اور وہ مجبور ہوئے کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے لونڈی غلام بنائیں اسلئے جب ان میں سے ایک کافر نے حضرت عمر رض کو مسجد میں بحالت طیاری نماز شہید کر دیا۔ اور اسکی خبر مجوسیوں کو ہوئی تو انہوں نے اظہار مسرت کے لئے ۹ ربیع الاول ۲۴ھ کو کاشان میں مجلس عیش و سرور منعقد کی اور اس کا نام عید شجاع رکھا۔ روافض نے بوجہ دشمنی دامادِ علی رض مجوسانِ کاشان کی تقلید کی اور عید شجاع کو مذہبی عید بنالیا۔

شیعوں کے کیا کہنے ہیں۔ ان میں کسی اپنے کے مرنے سے جسطرح صدیوں پہلے ماتم شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اُن کے امام اوّل کو اصحاب کہف سے ملنے پر جب معلوم ہوا کہ وہ ہر محرم کو ماتم حسین رض کرتے چلے آئے ہیں۔ تو وہ بھی رونے پیٹنے لگ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ ع

اغیار روئیں باپ نہ روئے حسین رض کو!)

اسی طرح وہ کسی دشمن کی رحلت سے برسوں پہلے اسکی وفات کے دن عید منانے لگ جاتے ہیں جیسا

کہ ان کے قبلہ وکعبہ ملا باقر مجلسی اپنی زاد المعاد کے باب ششتم کی فصل اول میں ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں۔ جو نواب محسن الملک سابق شیعی کی کتاب لاجواب آیات بینات کے صفحہ ۹۵-۹۶ اور ۹۷ پر حرف بحرف درج ہے۔ اور ہم اس کا خلاصہ مطلب اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں:-

جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج!!!-

حذیفہ بن یمان صحابی سے روایت ہے۔ کہ میں نویں ربیع الاول کو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت کے پاس امیر المومنین علیؓ مرتضیٰ اور حضرت امام حسن و امام حسین بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور کھانا نوش فرما رہے ہیں۔ حضرتؐ نہایت خوش ہیں اور حسنین علیہما السلام سے کہ رہے ہیں۔ کہ کھاؤ بیٹیا کھاؤ! یہ کھانا تمکو مبارک ہو۔ کہ آج کا دن وہ ہے۔ کہ جس میں خدا اپنے دشمن کو اور تمہارے جد کے دشمن کو ہلاک کرے گا۔ اور تمہاری مادر مشفقہ کی دعا کو قبول کرے گا۔ کھاؤ بیٹیا کھاؤ! کہ آج وہ دن ہے۔ کہ خدا تمہارے شیعوں اور محبوں کے اعمال کو قبول کرے گا کھاؤ بیٹیا کھاؤ! کہ آج کی تاریخ خدا میرے اہلبیت کے فرعون کو ہلاک کرے گا۔ کھاؤ بیٹیا کھاؤ! کہ آج کے دن خدا تمہارے دشمنوں کے عمل کو باطل کرے گا۔ کھاؤ بیٹیا کھاؤ! کہ آج کی تاریخ خدا کے اس قول کی تصدیق ہوئی فتلك بیوتھم خاویة بما ظلموا! کہ آج کے دن گھر اُن کے خالی ہو گئے بسبب ظلم کے جو انہوں نے کیا تھا۔

حذیفہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کی امت میں بھی کوئی ایسا ہوگا! حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایک بُت منافقوں سے ان کا سرگروہ ہوگا۔ اور دعوئی امامت کا کرے گا اور تمام یا نہ ظلم وستم کا اپنے ہاتھ میں لے گا۔ اور آدمیوں کو خدا کی راہ سے منع کرے گا۔ اور خدا کی کتاب کو تحریف کرے گا اور میری سنت کو بدل دے گا۔ اور میرے وصی علی پر زیادتی کرے گا اور خدا کے مال کو ناحق اپنے اوپر حلال کرے گا۔ اور غیر طاعت میں خدا کے صرف کرے گا۔ اور مجھے اور میرے بھائی علی کو جھوٹا کہے گا۔ حذیفہ نے کہا کہ یا حضرت اگر وہ ایسا ہے تو کیوں آپ اسکے لئے دعا نہیں کرتے تاکہ وہ آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ حضرت نے جواب دیا کہ میں خدا کی قضا پر جرأت نہیں کرتا اور جو کچھ اس نے اپنے علم میں قرار دیا ہے۔ اس کا بدلنا اس سے نہیں مانگتا۔ لیکن یہ خدا سے سوال کرتا ہوں۔ کہ خدا اس روز کو فضیلت دے اور تمام دنوں پر اس دن کو عزت بخشے۔ چنانچہ خدا نے حضرتؐ کی دعا قبول کی اور وحیؑ کی کہ اے پیغمبر میں اس دن کو افضل کرتا ہوں۔ اور علی کو تیرا سا رتبہ اسی کے ظلم کے سبب سے عطا کرونگا۔ وہ شخص مجھ پر جرأت کرے گا میرے کلام کو بدل

ؑ یہ وحی امام غائب کے گم کردہ قرآن میں ہوگی ۱۲

دے گا۔ میرے ساتھ شرک کرے گا۔ لوگوں کو میری راہ سے منع کریگا۔ میرے ساتھ بکفر پیش آئے گا اسلیئے مینے ملائکہ ہفت آسمان کو حکم دیا کہ اس دن کو جس میں وہ مارا جائے۔ شیعوں اور محبوں کے لئے عید[۲] کریں۔ اس تاریخ میری کرسی کرامت کو بیت المعمور کے برابر نصب کریں اور تمام شیعوں کی مغفرت کی دعا کریں۔ اور مینے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے۔ کہ اس تاریخ سے تین دن تک قلم شیعوں سے اٹھالیں اور وہ جو بھی گناہ کریں انکو نہ لکھیں[۳]۔ "اے محمدؐ مینے اس دن کو تیرے لئے اور تیرے شیعوں کیلئے عید بنایا ہے"

یہ روایت ازسرتاپا رسولِ خدا پر افترا ہے۔ کذب ہے۔ بہتان ہے اور محض بکواس ہے۔ رسولِ خدا امر حق کی تبلیغ اور قول حق کے بیان کرنے سے کبھی نہیں رُکے اور اسوقت بھی کفار کے بتوں کی مذمت بیان کرتے رہے جب آپ کے ماننے والوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاتی تھی جب امام حسنؓ اور امام حسینؓ اس قابل تھے کہ اپنے جد پاک کی باتوں کو سمجھ سکتے وہ زمانہ وہ تھا جب حضور علیہ السلام کے جان نثاروں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسوقت اگر حضرت عمرؓ کو آپ واقعی دشمن خدا و رسول علیہ السلام سمجھتے تو اعلانیہ اظہار بیزاری فرماتے اور ان کا خون مباح کر دیتے مگر برخلاف اسکے آپ کا حضرت عمرؓ کو ہر دم بحکم خدا (وشاورھم فی الامر) مشیر کار بنائے رکھنا ثابت کرتا ہے کہ روافض کے قصے محض لچر پوچ اور مبنی بعداوتِ اسلام ہیں :-

عید شجاع منانیوالے انکے دشمن ہیں

حضرت علیؓ کی صاحبزادی (سیدہ ام کلثوم زوجہ حضرت عمرؓ) کے رانڈ ہونے کے دن کو یوم عید قرار دینا شیعوں کے محب اہلبیت ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نہ ان کو اسلام سے کچھ تعلق ہے نہ اہلبیت نبی صلعم سے کچھ لگاؤ۔ اگر ان کو ان سے ذرا بھی محبت ہوتی تو یہ اس بزرگ کے دنیا سے رخصت ہونے پر عید نہ مناتے جسکے لئے حضرت رسول اکرم صلعم نے بروایت امام باقرؓ اللھم اعز الاسلام بعمر بن خطاب مستجاب دعا کی ہو۔ جسنے اسلام لاتے ہی اسلامی جھنڈا کعبے میں گاڑ دیا ہو جسکی تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و خدمت اور اشاعتِ اسلام میں کٹی ہو اور جسنے لذائذ دنیا سے اپنے

۲؎ خدا نے اپنے حبیب کو یہ عید کا دن کیوں نہ دکھلایا !!

۳؎ الحمدللہ اس سے حدیث طینت تو غلط ہوگئی اور سنی بچ گئے ورنہ شیعوں کے اس دن کے گناہ اگر غریب اہلسنت کے نامۂ اعمال میں لکھوا دئے جاتے تو کون روکنے والا تھا ۱۲

آپ کو بر کنار رکھا ہو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ رافضی اسی کے زیادہ دشمن ہیں جسنے نمایاں طور پر خدمت دین متین کی ہے ورنہ انکو اگر دشمنانِ اہلبیت کے روزِ وفات عید منانا ہی تھا۔ تو وہ ابن ملجم اور شمر وغیرہ کے ایام مرگ عیدیں کرتے مگر ان کا ان کو بڑا لحاظ ہے۔ کیونکہ وہ شیعے تھے اسی لئے ان کو چھوڑ کر مسلمانوں اور اماموں کے مقتداؤں اور اسلام کے سچے خادموں پر زبانِ لعن وطعن دراز کرتے اور اپنی دشمنی اسلام کا ثبوت دیتے ہیں :-

مزے کی بات یہ ہے کہ جس شخص کو اہلبیت کا ظالم و غاصب وغیرہ قرار دے کر اسکے مرنے کے دن کو خدا ورسول نے بڑے اہتمام سے عید قرار دیا۔ کیا اسکے بعد اہلبیت کی مظلومیت و مقہوریت و مغصوبیت حقوق کا خاتمہ ہوگیا۔ اگر نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا بلکہ حالت بگڑ گئی تو اس بے معنی خوشی کے کیا معنی حضرت عمرؓ کے عہد میں تو پنجتن میں سے کسی کا بال تک بیکا نہ ہوا بلکہ ان کے تین امام بے مشقت مزے سے زندگی گزارتے رہے۔ نہ حضرت عمرؓ نے ان کو قتل کیا نہ زہر دیا ان کے مصائب کا آغاز تو اس وقت ہوا جب حضرت فاروق اعظمؓ اور ذوالنورینؓ درجۂ شہادت پاکر اماموں کی نظروں سے اوجھل ہوئے پس جنکے عہد مبارک میں آئمہؓ راحت و آرام سے بسر اوقات کرتے رہے اور جنکے بعد تکلیف و آلام نے ان کو آگھیرا۔ ان کی وفات کے دن عید منانا یقیناً اماموں سے اظہار عداوت کرنا ہے :-

کیا محبوب کو آرام دینے والے کا دشمن کبھی محبوب کا دوست ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ عید شجاع منانے والے اماموں کے دشمن ہیں :-

مجوسی کے مداحوں کی تہذیب کا نمونہ

چند سال ہوئے ہم ایک عزیز سے ملنے گئے۔ جو شیعوں کے محلے کے قریب رہتے ہیں۔ رات کے وقت ویسا ہی شور و شغب سنائی دیا۔ جیسا کہ جاہل ہندو ہولیوں میں مچاتے ہیں۔ ایک شخص بڑی دشنام آلود نظم پڑھ رہا تھا۔ اور دوسرے ان مغلظات پر واہ واہ کر رہے تھے۔ عجب طوفانِ بے تمیزی برپا تھا سیدہ ام کلثومؓ کے شوہر نامدار کو کوس کر حبّ اہلبیت کا خوب ثبوت دیا جا رہا تھا۔ یہ بدگوؤں کا مجمع ہماری دسترس سے باہر تھا۔ نہ ہماری آواز ان شوخ چشموں تک پہنچ سکتی تھی اور نہ کچھ اور۔ یہ بتانے کے لئے کہ ہم نے سچے کی کہی ہے ہم اس گندہ اور پوچ گو شاعر کے مسدس کے ترجیع بند کا مصرعۂ اولیٰ بھی نقل کرتے ہیں۔ جو وظیفۂ لعنت برلب مجمع میں بھانڈ بنکر واہ واہ سن رہا تھا۔ مصرع یہ ہے مع

ہو جنکا ایسا خلیفہ وہ کیوں نہ ناز کریں :-

ہماری طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ ان ہزلیات کو سنیں۔ پس وہاں سے اٹھکر ہم چلے آئے۔ یہ ربیع الاول کی نویں رات تھی ؛

ان بدزبانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسے مقام پر جہاں اہلسنت بھی بستے ہوں۔ دل آزار کلمات کہنا اور بزرگان دین کو گالیاں دنیا جرم ہے۔ شاید ایسے ہی مفاسد پر نظر کر کے شیعوں کے صاحب مصائب النواصب کو کتاب مذکور کے باب خامس میں لکھنا پڑا کہ "برا عمال عید مذکور علماء امامیہ فتوٰے نداده اند بلکہ اجلاف آں را از پیش خود بسبیل خلاف تجویز کرده اند" یعنے شیعی علماء نے عید شجاع منانے کا فتویٰ نہیں دیا۔ یہ کمینہ خو اشخاص کی ایجاد ہے ؛

(۲)

عید نوروز کا بانی ایک مجوسی تھا

یزدجرد بادشاہ ایران کے سنہ فارسی یزدجردی کے پہلے مہینے (فروردین) کے روز اول کو عید نوروز منانا مجوسیوں کا تیرہ سو سال سے دستور چلا آتا ہے (ملاحظہ ہو غیاث اللغات ص۴۸۷ :-) بلکہ یہ آتش پرستوں کی قدیمی عید ہے۔
امام جعفر صادق معلے بن قیس سے ارشاد فرماتے ہیں کہ نوروز عجمیوں کا معظم دن ہے۔ وہ اس روز ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجتے ہیں :- الحافظ ص۵

یزدجرد فارس کے ساسانی تاجداروں کی آخری نشانی تھا۔ یہ آل ساسان کی بدقسمتی تھی۔ کہ نوشیرواں کے پوتے خسرو پرویز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت اسلام کے رقعہ کو پھاڑ دیا اسنے نامۂ دعوت کیا پھاڑا اپنی سلطنت کے پرزے اڑا دیئے :- ؎

دریدآں نامۂ گردن شکن را
نہ نامہ بلکہ نام خویشتن را
نظامی رحمۃ اللہ علیہ

اس بدنصیب بادشاہ کے بعد کئی بادشاہ ایران کے تخت پر بیٹھے۔ مگر اسلام سے روگردانی کی شامت سے اپنے آدمیوں ہی کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ خاندان میں ایک سات سالہ لڑکے کے سوا کوئی مرد نہ رہا۔ جب حضرت عمرؓ کے آغاز خلافت میں حضرت مثنیؓ نے ایرانیوں کو دو ایک شکستیں دیں۔ اسوقت یزدجرد شانزدہ سالہ جوان ہو چکا تھا۔ قوم نے پوران دخت کو تخت سے اتار کر اسے ۱۳ھ میں تخت پر بٹھادیا پس اسی سال یعنی ۶۳۴ء سے یزدجردی سال کا آغاز سمجھنا چاہیئے :-

۱۴ھ میں مقام قادسیہ یزدجردیوں کو شکست ہوئی۔ اس کا سپہ سالار رستم مارا گیا اور دارالحکومت

مدائن پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور پیشتر اسکے کہ حضرت عمرؓ ۲۳ھ میں شہید ہوں۔ یزدجرد بعد اصفہان۔ ہمدان۔ خراسان۔ اور مرو سے بے دخل ہو کر اور خاقان چین کی مدد کے باوجود بھی شکست کھا کر اور سلطنت کھو کر فرغانہ دار السلطنت خاقان میں مقیم ہو چکا تہا۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے مژدۂ فتح ایران سنایا اور ایک پر اثر تقریر کے آخر میں فرمایا کہ آج مجوسیوں کی سلطنت برباد ہو گئی۔ اور وہ اب اسلام کو کسی طرح ضرر نہیں پہنچا سکتے لیکن اگر تم بھی راست کرداری میں ثابت قدم نہ رہے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسروں کے ہاتھ میں دے دیگا:۔

یزدجرد نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں پھر پیر پرزے نکالے مگر بے سود۔ آخر الامر یہ برگشتہ بخت دشمنِ اسلام بادشاہ نہایت بے کسی کے عالم میں ایک چکی والے کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ وہ مٹ گیا اسکی سلطنت مٹ گئی۔ مگر شیعے تاحال مجوسیوں کی قائم کردہ عید نوروز کو مناتے جاتے ہیں

یزدگرد سے شیعوں کا تعلق

یزدگرد سے شیعوں کا ملکی اور قومی تعلق ہے۔ انہوں نے انہی اسلامی بزرگوں کی فضیلت کا (تقیہ سے) اقرار کیا ہے۔ جن کا تعلق یزدگرد سے تھا۔ کافی میں اور دیگر کتب شیعہ میں مرقوم ہے کہ حضرت علیؓ کی بہو امام حسینؓ کی زوجہ۔ امام زین العابدینؓ کی والدہ یزدگرد کی بیٹی شہربانو تھی جو حضرت عمرؓ فاروق اعظم کی فوج ظفر موج کے ہاتھوں اسیر اور کربلا کے تقیہ شکن امام شیر دل کو عطا ہوئی تھی۔ شہربانو کا ان کو اسقدر پاس ہے۔ کہ وہ اس سید کو امام تسلیم ہی نہیں کرتے جس کا شہربانو سے رحمی تعلق نہ ہو۔ امام حسنؓ کی اولاد میں امامت کیوں نہیں آسکتی کیونکہ وہ شہربانو کے شکم سے نہیں۔ یزدگرد کی بیٹی کا شیعوں کو اس قدر احترام مدنظر ہے۔ کہ وہ امام حسینؓ کی بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کو تو کوفیوں کے ہاتھ میں اسیر کرا دیں گے۔ اور ان کی بے حرمتی کے قصے بڑے مزے لے لے کر اور منہ بسور بسور کر بیان سنائینگے۔ مگر شہربانو کی نسبت بیان کرینگے کہ وہ معجزانہ طور پر گم ہو گئی اور دشمن اسپر قابو نہ پا سکے:۔ ع

دل میں شیعوں کے ہے اب تک جوشِ بغضِ مجوس

ایرانیوں کا صدیوں کا مذہب اور سلطنت عرب مسلمانوں نے خاک میں ملا دی اسلئے اہل فارس بظاہر (تقیہ سے) حلقہ بگوشِ اسلام تو ہو گئے مگر مسلمانوں میں نفاق و شقاق ڈالنے کے لئے انہوں نے

حضرت علیؓ و اولادِ علیؓ کی مظلومیت اور حق تلفی اور صحابہ کرام کے ظلم و غضب کے قصے گھڑے ان پر تبرّا کرنا جائز بتایا اور خفیہ خفیہ ان کی اشاعت کرتے رہے تا آنکہ سرزمین ایران میں اس خلاف اسلام و بزرگانِ اسلام مذہب کی تخم ریزی ہو گئی چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یزدگرد کے ہمدرد اہل ایران اس مذہب کے قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہیں۔ پس عربوں کے خلاف مجوسی بغض کا مواد بھر اپھوڑا شیعیت و رفض کی شکل میں پھوٹا۔ اور اس کے مادۂ فاسد کی بو جہاں بھی پہنچی اسکی فضا کو ناخوشگوار بنا گئی ہے۔

عیدِ نوروز اور شیعے[1]

شیعے یہ عید مجوس اسی ایرانی اور یزدگردی تعلق کی وجہ سے بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں۔ بلکہ اسے بطور فرض سمجھتے اور اسدن نماز پڑھنا بھی واجب جانتے ہیں۔ اور مرغوں کو اس نیت سے ذبح کرتے ہیں کہ سال بخیریت گذر جائے اور عمر و دولت میں برکت ہو۔ حالانکہ اسلامی سال ہجری کے نوروز (یکم محرم) کو چھوڑ کر مجوسیوں کے نوروز (یکم فروردین) کو یوم عید قرار دینا سراسر گمراہی اور جہالت ہے اس نوروز کا ابتدائے اسلام سے لیکر آجتک کہیں پتہ نہیں۔ جاہلوں نے گبروں کے دن کو ایک مذہبی رنگ دیکر اور اس کی حمایت میں لچر پوچ روایات بیان کر کے اسے خالص اسلامی قرار دے لیا ہے حضور علیہ السلام نے اس دن کو کبھی یوم العید قرار نہیں دیا اور نہ ہی خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کوئی فضیلت اس دن کی طرف منسوب کی ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ بدعتِ سیئہ بعد میں اختراع پاکر غارتگر دین و ایمان بنی ہے:۔

ہم بفرض محال مان لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی ولادت یکم فروردین کو وقوع پذیر ہوئی۔ پہلا روزہ بعہد نبوی اسدن آگیا۔ یا یکم محرم اسی روز ہوئی تو کیا ہم اسلامی مہینوں کی تاریخوں کو چھوڑ کر یزدجردی مہینے میں عید میلاد کرنا روزے رکھنا یا محرم منانا شروع کر دیں!!!

چند سال ہوئے شیعیان لاہور نے تمام مسلمانوں کو عید نوروز منانے کی دعوت دی تھی اس پر انجمن نصرۃ الاسلام محلہ چابک سواراں لاہور نے بذریعہ اشتہار اہل اسلام کو حقیقت حال سے مطلع کرتے ہوئے شیعوں سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ اس دن کا مجوسیوں سے کوئی تعلق نہیں اور کبھی حضرت علیؓ یا امام حسن و امام حسینؓ نے بھی عید نوروز منائی ہو۔ نیز یہ بھی پوچھا تھا۔ کہ جب پارسی بھی عید نوروز مناتے ہیں تو وہ کس اسلامی دن کی یادگار میں مناتے ہیں؟ اس کا جواب شیعوں سے نہ کچھ بن آیا نہ آسکتا تھا۔ اگلے سال انہوں نے اس دن کو ایک اور رنگ میں پیش کیا کہ اس روز حضرت علیؓ بمقام خم غدیر مسند نشین خلافت ہوئے تھے۔ لہذا شیعے اسے بطور عید مناتے ہیں:۔

[1] اس سال شیعوں نے چھٹے روزے عید منائی۔ ۲۱ رمضان کو محرم تو وہ منایا ہی کرتے تھے۔ اب ۱۵ دن پہلے عید بھی کر ڈالی۔ روزے ہیں عید اور عید کے دن روزہ!!

عید نوروز تقریب مسند نشینی حضرت علی کرم اللہ وجہہ

شیعے بیان کرتے ہیں کہ ۱۸ ذوالحجہ کو جب حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام مدینے کی طرف مراجعت فرما ہوئے تو بمقام غدیر خم جبریل امین آیۃ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ لیکر نازل ہوئے کہ اے رسول پہنچا دے جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ وہ نازل کیا ہوا تھا، علیؓ کی خلافت و جانشینی۔ (خوب!!!) رسول اللہ ﷺ نے (معاذ اللہ) اس حکم کی بجا آوری سے عذر کیا۔ دچہ خوش، خدا نے پھر جبریل کو یہ فرمان تہدید آمیز دیکر بھیجا کہ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (یعنی اگر تم نے یہ نہ کیا تو گویا رسالت کا کام ہی نہ کیا)۔ یہ سخت حکم سنکر بھی حضورؐ نے معذوری بیان کی کہ مجھے علیؓ کی خلافت کے اعلان سے جان کا خطرہ ہے۔ روح الامین پھر واپس گئے اور یہ مژدہ جانفزا لائے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کہ جان کی حفاظت کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔ تم علیؓ کی جانشینی کا اعلان کر دو۔ حضور علیہ السلام نے یہ سنکر مسلمانوں کو جمع کیا اور مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کہکر علیؓ کی مسند نشینی کی خبر دی اور علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم سنکر مسلمان بڑھے اور دھڑا دھڑ بیعت کرنی شروع کر دی بحساب مؤلف حم غدیر دو لاکھ سے زیادہ مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے بیعت خلافت علیؓ کی۔ جب بیعت ہو چکی تو آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوئی کہ علی کی خلافت پر دین کی تکمیل ہوئی۔ شیعوں کا بیان ہے کہ وہ اس عظیم الشان مسند نشینی کی یادگار میں عید مناتے ہیں:۔

حضرت نامی صاحب اپنی کتاب لاجواب "حیدر کرار" مطبوعہ لاہور میں عقل و نقل سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ شیعوں کا ذات اقدس سرور کونینؐ پر یہ ایک بڑا سخت حملہ ہے کہ انہوں نے قوم کے ڈر سے خدائی حکم کی تبلیغ سے انکار کر دیا۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے تبلیغ سے اسوقت بھی باک نہ کیا جبکہ کفار اور مشرکین کا مکہ میں غلبہ تھا۔ مگر انکار کیا تو اسوقت جبکہ جان نثاران محمدی کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ اور وہ اس سے پیشتر متعدد غزووں اور سریوں میں ثبوت جان نثاری دے چکے تھے!!!

حیدر کرار میں یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ آیۃ یاایھا الرسول بلغ الخ واقعہ حم غدیر سے بہت پہلے مدینہ میں اور آیۃ الیوم اکملت الخ عرفہ کے روز (۹ ذوالحجہ کو) یعنی نوروز پہلے اتر چکی تھی اور ان دونوں آیتوں کو حدیث من کنت مولاہ الخ سے کچھ تعلق نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث آئمہ معتبرین کے نزدیک ثابت نہیں۔ نیز یہ بھی بتایا ہے کہ دو لاکھ آدمیوں کی بیعت لینے کے لئے حضرت علیؓ

کو بحساب ایک منٹ فی کس کم از کم نو ماہ کا عرصہ درکار تھا مگر "ہمراہ رسول اللہ صلعم بغیر کسی تفنہ کے مدینہ منورہ پہنچ گئے" بس جناب یہی یہ قصہ بعید غلط ہے۔ نیز اس واقعہ سے خدائے قاہر قدیر و کن فیکون جیسے مالک کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ اس نے اس شدومد سے حضرت علیؓ کو خلیفہ و جانشین رسول مقرر کر دیا مگر بعد از وفات رسول علیہ السلام وہ اپنے ارادہ کو بروئے عمل نہ لا سکا اور اسد اللہ الغالب کی مغلوبیت اس سے نہ رک سکی:۔ ؎ در تگ و پوئے بہر این مطلوب * ہمہ غالب شدند او مغلوب * جامی رح

شیعوں کو ایسی باتیں بیان کرنے سے شرم کرنا چاہئے جو عقل و نقل کی ترازو پر پوری نہ آسکیں اور ان کے لئے خفت و ندامت کا باعث ہوں:۔ دنیا میں کون مسلمان ہے جو اس دن عید منانا گوارا کریگا جو آتش پرستوں کی یادگار ہے اور جسے اسلامی نوں سے کوئی تعلق نہیں؎

سن ہجری کا ہوا عہد عمرؓ میں آغاز ؎؎؎ اس کے نوروز سے کیوں جان عدو ہو نہ گداز

واسطہ گبروں کے نوروز سے مومن کو نہیں کفر و الحاد میں پھنس سکتا ہے مسلم بھی کہیں

تابع حکم نبیؐ ہیں جو صحابہ رضہ کے غلام ایسی عیدوں کا منانا وہ سمجھتے ہیں حرام

رافضی! جا کے تو ایران میں یہ جال بچھا اہل اسلام پہ تو پول ترا کھل ہی چکا ؎؎؎

محفل سرور عید نوروز

شیعوں کے نزدیک عید نوروز سب عیدوں سے اول درجہ پر ہے۔ اسدن خوشی کرنا ان کیلئے فرض ہے ہم نے حساب لگا کر شیعوں سے پوچھا تھا کہ جب ۱۹۳۶ء میں محرم اور نوروز اکٹھے آئیں گے تو تم سرور و غم کو کس طرح جمع کروگے۔ امام حسین علیہ السلام کا ماتم ترک کروگے یا عید نوروز کا سرور ا۔ ہمیں جواباً پیغام ملا تھا کہ عید نوروز کی محفل سرور ماتم سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر ایک طرف تازہ میت بھی پڑی ہو اور دوسری طرف عید نوروز کھڑی ہو۔ تو پہلے ہم عید نوروز منائیں گے۔ پھر روئیں چلائیں گے:۔

ملا مجلسی کی زاد المعاد میں عید نوروز کو عید شجاع سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے ایک دشمن کی رحلت کا دن ہے اور وہ ایک امام کی کامیابی رہا کا۔ لہذا عید شجاع سے زیادہ عید نوروز کے دن انکو کھل کھیلنے کی اجازت ہے۔ اور جو بدکاری بھی وہ کریں عین ثواب ہے:۔

ایک امروہہ کے سید محمد مستحسن نامی پہلے شیعہ تھے اب سنی ہیں انہوں نے ترک شیعیت کی اور بہت سے وجوہ کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے۔ کہ وہ بنڈرا ول ضلع بلند شہر میں بتقریب عید نوروز ایک محفل سرور میں شریک ہوئے۔ اس محفل کی بدکاریوں اور فحش حرکات نے انھیں اس مذہب سے متنفر کر دیا۔ اب بھی ان کی یاد ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے:۔ (ساد ہو خاموش ھش)

؎ اگر شیعوں کو واقعی دلی غم ہوتا۔ تو وہ ہزار عیدیں ماتم حسینؓ پر قربان کر دیتے۔ مگر جب کا وطیرہ ہی عیش و سرور ہو ان سے توقع ہی کیا ہو سکتی ہے؎ غم و ماتم کا اک بہانہ ہے * مدعا ان کا عیش اڑانا ہے:۔

(۳) عید غدیر

شیعہ ۱۸ ذوالحجہ کو بروز شہادت حضرت عثمان ذوالنورین عید غدیر مناتے ہیں۔ جو نہایت کمینہ حرکت ہے۔ اور دنیا میں کوئی رذیل سے رذیل قوم بھی اپنے دشمن کے روز وفات عید نہیں کرتی جب شیعوں کے سامنے ان کی اس سفیہانہ حرکت کا اظہار کیا گیا۔ تو بولے کہ یہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کی یادگار میں عید نہیں۔ بلکہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کی یاد میں ہے۔ جبکہ بحکم خدا جناب امیرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔ اور دو لاکھ سے اوپر صحابہؓ نے آپ کی بیعت کر کے آپ کو اپنا مولا تسلیم کیا تھا۔ ہم عید نوروز کے ذکر میں ثابت کر آئے ہیں کہ اس بیعت کا قصہ بالکل شیعی افترا ہے۔ نہ کوئی خلیفہ مقرر ہوا نہ بیعت ہوئی۔ غنیمتِ یمن کے تصرف میں بریدہؓ اسلمیؓ کو حضرت علیؓ کی نسبت کچھ غلط فہمی ہوئی تھی جس کا چرچا جناب امیرؓ کی بدنامی کا باعث ہو رہا تھا۔ اس کو دور کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے بمقام غدیر خم حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا۔ کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یعنے اے مسلمانو! سن لو کہ جس کا میں دوست ہوں علیؓ بھی اس کا دوست ہے۔ یعنی جو مجھے محبوب رکھتا ہے وہ علی کو بھی محبوب رکھے (یعنی اس کے متعلق تقسیم غنیمت یمن کے بارے میں کسی قسم کی خیانت کا گمان نہ کرے) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سن کر حضرت علیؓ مسلمانوں کے ویسے ہی محبوب ہو گئے۔ جیسے کہ افواہِ تصرفِ ناجائز سے پہلے تھے الحمد للہ علےٰ ذٰلک:۔

ہمارے اس خیال کی تائید میں کہ شیعہ یہ عید ضرور حضرت عثمانؓ دامادِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم شہادت کو مناتے ہیں دو ثبوت ہیں:۔

(۱) شیعہ عید نوروز کے متعلق بھی جب یہی بتاتے ہیں۔ کہ یہ حضرت علیؓ کی (فرضی) بلافصل خلافت و مسند نشینی کی فصلی یادگار ہے۔ تو ایک ہی واقع کی یادگار سال میں دوبار منانا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا ہم توقع رکھیں کہ وہ اسی وہمی خلافت کا دن منانے کے لئے ہر مروجہ سنہ (عیسوی۔ بکرمی۔ ترکی۔ چینی۔ جاپانی وغیرہ) کی تاریخ ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کے مطابق کر کے عیدیں کیا کریں گے؟۔ جب وہ ایسا کرنا شروع کر دیں گے تو پھر ہم مان جائیں گے کہ عید غدیر کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں

(۲) اگر عید غدیر مزعومہ خلافت کی یاد میں ہوتی تو شیعوں کا اس خلافت کے انعقادِ بیعت

پر ایمان ہوتا۔ مگر وہ اس بیعت کے قائل نظر نہیں آتے۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کا ارادہ تھا۔ کہ حضرت علیؓ کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کر جائیں۔ اور اس غرض کے لئے حضور علیہ السلام نے قلم دوات اور کاغذ بھی مانگا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ نے نہ لکھنے دیا۔ اگر شیعوں کا ایمان ہوتا کہ علیؓ رحلت حضور علیہ السلام سے پونے تین مہینے پہلے باقاعدہ طور پر لاکھوں کے روبرو جانشین مقرر ہو چکے تھے۔ تو وہ قرطاس کا جھگڑا کھڑا نہ کرتے۔ ان کا یہ جھگڑا برپا کرنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ اس سے پہلے حضرت علی کی بیعت ہرگز نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ عید سنہ ۱۰ھ کے متعلق نہیں۔ بلکہ سنہ ۳۵ھ کے متعلق ہے۔ اور اس لئے ہے۔ کہ ہمزلف جناب حیدر علیہما الرضوان کے بیگناہ قتل پر خوشی کی جائے۔ اور خود ساختہ ثواب اور گناہوں کی بخشش کا فرضی خیال دل میں لے کر دادِ عیش و عشرت دی جائے ع

تفو بر تو اے چرخِ گردان تفو

شیعوں کا ایک فریب

شیعے کہا کرتے ہیں۔ کہ غدیر کے روز کو حضرت عمرؓ نے بھی عید قرار دیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کو حضرت ابن عباسؓ نے تلاوت فرمایا۔ پاس ایک یہودی کھڑا تھا۔ وہ سنکر بولا کہ اگر ہم پر یہ آیت اترتی تو ہم اس پر عید مناتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ جس دن یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔ ہمارے ہاں دو عیدیں تھیں۔ ایک جمعہ کی اور دوسری عرفہ کی (مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ صـ ۱۱۳)

اس سے شیعوں کے اس کید کا بھی دفعیہ ہو گیا۔ کہ آیۃ موصوفہ ۱۸ ذوالحجہ کو حضرت علیؓ کی بیعتِ خلافت کے بعد اتری تھی۔

(۴) عید مباہلہ

شیعیانِ لاہور نے ایک اور تازہ عید ایجاد کی ہے۔ جس کا نام درج عنوان ہے مباہلہ کی آیۃ کا ترجمہ تفسیر امام حسن عسکری صـ ۶۲۶ میں یوں لکھا ہے۔ کہ "اے محمدؐ جو کوئی کہ تجھ سے عیسےٰ کے باب میں بعد اسکے کہ علم تیرے پاس آچکا ہے مباحثہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹیوں کو بلائیں اور

تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں۔ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم بتضرع وزاری دعا مانگیں۔ اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں:۔

یہ آیت مباہلہ (انَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ الخ) سورۃ آل عمران ع ۲) اُسوقت نازل ہوئی جب کہ نجران کے عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت اسلام کا خط وصول کر کے تین آدمیوں (شرجیل۔ عبداللہ۔ اور جبار) کا وفد مدینہ منورہ میں بھیجا تھا۔ کہ وہ بچشم خود حالات کا مطالعہ کر کے واپس آئیں۔ انہوں نے آکر حضرت عیسٰیؑ کی شخصیت کے متعلق گفتگو کی اس پر آیت مباہلہ کا نزول ہوا کہ عیسٰی کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی سی ہے۔ خدا نے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ (انسان زندہ) بن جا۔ وہ زندہ ہوگیا۔ سچی بات (اے نبیؐ) تیرے پروردگار کی طرف سے یہی ہے۔ اب تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ (اس کا ترجمہ ہم شیعوں کے امام غائب کے والد بزرگوار کی تفسیر سے اوپر درج کر چکے ہیں):۔

ان آیات کے نزول پر نبی کریم صلعم نے حسنؓ وحسینؓ کو ہی بلایا۔ اور فاطمہؓ بھی والد بزرگوار کی پس پشت آکر کھڑی ہوگئیں:۔ دیگر روایات میں حضرت علیؓ کی موجودگی بھی درج ہے:۔

یہ دیکھکر تینوں عیسائی علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ کہ مقابل پر نکلنا چاہیے یا کہ نہیں۔ شرجیل نے کہا۔ کہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بادشاہ ہے۔ تو بھی ہم اس کی نگاہ میں کھٹکتے رہیں گے۔ اور اگر نبی مرسل ہے۔ تو اسکی لعنت کے بعد ہم سب مٹ جائیں گے۔ پس بہتر یہی ہے۔ کہ ہم اطاعت قبول کرلیں۔ اور جزیہ جو وہ مقرر کرے منظور کرلیں ہمیں امید ہے۔ کہ وہ انصاف سے جزیہ مقرر کرے گا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے سامنے نہ آئے۔ بلکہ حاضر نبوی ہو کر عرض کیا۔ کہ مباہلہ سے ہمارے لئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ آپ مناسب خیال فرمائیں ہم پر جزیہ مقرر کردیں:۔

حضور علیہ السلام نے ایک رقم جزیہ مقرر کردی۔ اور ایک معاہدہ لکھدیا۔ جس میں نجران والوں کو امن وامان اور حفاظت جان ومال کی ذمہ داری دی گئی۔ اور ان کے گزشتہ جرائم کو معاف کردیا گیا۔ ان کو بیگار سے بری کردیا گیا۔ اور دہ یکی (۱/۱۰) کی وصولی سے بھی معافی دی گئی۔ اور یہ بھی لکھدیا کہ ان کے علاقے سے فوج بھی عبور نہیں کرے گی۔

اس معاہدہ کا نجرانیوں پر بہت عمدہ اثر پڑا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانیوں اور صداقت کے قائل ہو گئے۔ اور ان میں سے کئی ایک نے فوراً حاضر خدمت نبوی ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

مباہلہ کا یہی قصہ ہے۔ مگر شیعے اسے کہیں سے کہیں لے اڑے ہیں۔ اور صحابہ کبار کی شان گھٹانے اور شیعیت کی اشاعت کے لئے بیان کرتے ہیں کہ امتِ محمدیہ میں کوئی ایسا برگزیدہ اور مقرب درگاہِ الٰہی نہ تھا۔ جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول دعا کے لئے ہمراہ لے جاتے۔ حال کے شیعوں نے اس مباہلہ کے دن کو تبلیغ شیعیت کے لئے عید قرار دے لیا ہے۔ حالانکہ اس سے حضرت علیؓ وغیرہ کی دوسرے صحابہؓ پر کوئی فضیلت نہیں نکلتی۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنا سب سے زیادہ قرابتدار سمجھکر ساتھ لے گئے تھے۔ اور ایسی قسماقسمی کے موقع پر اپنے قریبی عزیزوں ہی کو پیش کیا جاتا ہے۔ شیعوں کے مفسر عمار علی سونی پتی اپنی تفسیر عمدۃ البیان کے صـ۱۶۴ پر بیان کرتے ہیں۔ کہ نجرانیوں کے اسقف نے کہا تھا۔ کہ اگر محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ مباہلہ کرے ہم اس سے مباہلہ کرینگے۔ اور اگر وہ اپنے یگانوں کے ہمراہ مباہلہ کرے گا۔ تو خوف کرنا چاہئے۔ کہ اس صورت میں وہ راست گو ہے۔ اصحاب باوقار صف باندھکر دولت سرائے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اس امید پر کہ ہم کو مباہلہ کے لئے اپنے ہمراہ لے چلیں گے۔ مگر آپ نے صحابؓ میں سے کسی کو ہمراہ نہ لیا :۔

جب عیسائیوں کو معلوم ہُوا کہ حضور اپنے ہمراہ مباہلہ کے لئے اپنے چچا کے بیٹے۔ اور داماد۔ دخترؓ اور نواسوں کو لے آئے ہیں۔ تو ان کو خوف پیدا ہوا۔ اور کہنے لگے۔ کہ اگر اسکو کچھہ خوف ہوتا۔ تو یہ اپنے یگانوں کو مقام خوف میں نہ لاتا۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا چاہئے"۔

شیعی مفسر کے مندرجہ بالا بیان سے ہمیں بھی اتفاق ہے۔ حضور علیہ السلام چونکہ راستی پر تھے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ آدم کی طرح خدا کے بندے تھے بیٹے نہ تھے۔ اسلئے وہ بے دھڑک اپنے اقارب کو لے کر میدان میں چلے آئے۔ تاکہ جھوٹوں پر لعنت کریں۔ اور جو جھوٹا ہو۔ وہ اقارب سمیت تباہ ہو جائے۔ اس میں قبولیت دعا کا کوئی سوال نہ تھا۔ اگر عیسائی بھی "لعنت اللہ علی الکاذبین" کہتے تو وہ بوجہ کاذب ہونے کے خود ہی اپنی دعا سے حضور علیہ السلام کے مقابل آ کر ہلاک ہو جاتے کیا نبی اللہ کی دعا حضرت علیؓ وغیرہ کی مدد کے بغیر قبول نہیں ہو سکتی تھی؟ شیعوں کا یہ عقیدہ

نہایت مشرکانہ ہے۔ ہم تو یہی دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ بھی تک دنیا میں کامیاب رہے ہے جبتک حضور علیہ السلام کی دعا ان کے شاملِ حال رہی۔ اسی دعا نے انہیں۔ بدر میں۔ احد میں۔ خیبر میں دشمن پر فتح دی مگر جب حضور نے اس دنیا سے انتقال فرمایا۔ تو خود شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جناب امیر مغلوب ہوگئے۔ اور ایسے مغلوب ہوئے۔ کہ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی ظلم اعدا سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ نہ اظہار دین برحق پر قادر ہوئے۔ اور نہ ہی اپنے جمع کردہ قرآن کو ظاہر کر سکے۔ جیساکہ کافی اور جلاء العیون وغیرہ شیعی کتب سے واضح ہے

جب خلیفہ ہوئے تو بھی دشمن ہی غالب رہے اور آپ کے پاس صرف کوفہ ہی کوفہ رہ گیا جیسا کہ نہج البلاغہ میں ہے۔ برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضور کے جتنے دشمن تھے وہ حضور کی زندگی میں ہی تباہ و مغلوب ہوگئے۔ اب شیعے بتائیں کہ کیا نبی علیہ السلام کو ولی کی احتیاج تھی۔ یا ولی محتاج تھے۔ واقعات یہی بتائیں گے۔ کہ یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سب محتاج تھے مگر حضرت علیؓ کا شمار ان لوگوں میں تھا۔ جو حضور علیہ السلام کے بالکل ہی دست نگر تھے۔
پس ایسے اشخاص کی نسبت یہ کہنا۔ کہ وہ حضور کی اجابتِ دعا کا ذریعہ بنے نہایت دیدہ دلیری اور شوخ چشمی ہے۔ اور شیعوں کا ان عیدوں کے انعقاد سے اور کچھ مقصد اس کے سوا نظر نہیں آتا۔ کہ کسی عید میں مجوسیوں کے مذہب کو رونق دی جائے۔ کسی میں رسول اللہ کو معاذ اللہ خدا کے احکام تبلیغ میں پس وپیش کرنے والا بتایا جائے۔ اور کسی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسروں کی دعا کا محتاج ثابت کیا جائے۔ اور کسی میں منافقوں سے ڈرنے والا اور سچ چھپانے والا ظاہر کیا جائے۔

(۵) عید میلاد علیؓ

پنجاب میں شیعوں نے یوم ولادت رحمۃ العالمین علیہ افضل التحیہ والتسلیم کو یوم ماتم قرار دے کر بارہ وفات کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ مگر ان کی فریب کاری معلوم ہونے پر دائرۃ الاصلاح اور انجمن معین الاسلام لاہور نے کوشش کی اور بارہ ربیع الاول کا روز مبارک دیگر بلادِ اسلامیہ کی طرح عید میلاد کے حقیقی نام سے

موسوم ہوکر بطورِ یوم الفرح والسرور منایا جانے لگا۔ شیعے چونکہ ہر بات میں حضرت علی رضؓ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بڑھ کر دکھانے اور پیش رکھنے کے عادی ہیں۔ اسلئے انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں عید میلاد علی رضؓ ایجاد کی۔ اور اسے عیش و عشرت کا دن قرار دیا۔ حالانکہ ایسا کرنا شیعوں کے عقیدہ کے بالکل خلاف ہے شیعوں کا ایمان ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ اور ان کی اولاد سے گیارہ امام دنیا میں آزادی اور فارغ البالی سے دم نہیں لے سکے۔ اُن پر مخالفین کا غلبہ رہا۔ اور وہ اس قدر دبے رہے۔ کہ اپنا مذہب بھی ظاہر نہ کرسکے۔ حتیٰ کہ اصل قرآن کو بھی چھپائے رکھا۔ جیسا کہ کافی وغیرہ سے ثابت ہے۔ پس وہ جب دنیا میں نہ مخالفین کو دبا سکے نہ حق کا اظہار کرسکے اور ناکام رخصت ہوئے۔ تو غم پرست قوم کس بات پر اظہار مسرت کرتی ہے محض اِس ضد سے عید میلاد علی رضؓ کرنا کہ مسلمان عید میلاد النبی مناتے ہیں کوئی معنی نہیں رکھتا۔

ہاں اگر شیعے مسلمانوں جیسا عقیدہ رکھیں۔ کہ حضرت علی رضؓ کسی سے نہیں دبے۔ ان کے سامنے سقطِ محسن اور غصبِ ام کلثوم نہیں ہوا۔ انہوں نے نہ دین چھپایا نہ قرآن گم کیا بلکہ جو لتعریفِ شیخین رضؓ کی وہ بے تقیہ کی تو وہ عید میلاد علی رضؓ منانے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ ورنہ بعقائد موجودہ انہیں ۱۳ رجب کو ماتم کرنا چاہئیے۔ کہ امام اول اس دن ایسی ترسٹھ سالہ زندگی لیکر پیدا ہوئے جس میں کیا اظہار دین کے لئے اور کیا حصولِ دنیا کے لئے ناکامیاں ہی ناکامیاں تھیں +

(۶) عید میلادِ امام العصر والزمان

کچھ دن ہوئے ہم نے لاہور کی دیواروں پر ایک اشتہار شیعوں کے امام مہدی کی ولادت کی خوشی میں عید منانے کے متعلق مطالعہ کیا ہے۔ یہ اشتہار پڑھکر ہمیں مشتہر کی عقل پر بڑی ہنسی آئی۔ کہ وہ عید کس بات پر منانے کی تلقین کرتا ہے۔ امام صاحب تو بچپن

ہی میں خوفِ اعدا سے غائب ہو گئے۔ اور اب تک غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ مصحف فاطمہ رضؓ اور جمع کردہ علیؓ قرآن جو شیعوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ تھا۔ امام غائب ہی کے پاس غائب ہے نہ کیا! شیعے اس لئے عید مناتے ہیں۔ کہ امام ناکام غائب ہیں۔ نقلِ اکبر عنقا ہے۔ اور شیعوں کی موہوم امید ہائے کامرانی کا چشمہ خشک پڑا ہے اگر وہ دور اندیشی سے کام لیتے تو ۱۵ شعبان کا دن ان کے لئے سب سے زیادہ یوم ماتم نظر آتا۔

دوسرے امام تو پھر کئی سال مخالفین کے سامنے دندناتے رہے۔ اور زندگی کے دن پورے کر کے واصل بحق ہوئے۔ مگر امام آخر الزمان کو اتنا بھی نصیب نہ ہوا۔ اور بچپن میں ہی غائب ہونا پڑا۔ اس بیکسی اور بےبسی کی غیبت والے امام کی پیدائش شیعوں ہی کے لئے قابلِ فخر عید ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہر ایک سمجھدار آدمی اس دن کو حسرت و افسوس ہی کا دن سمجھے گا:۔

شیعوں سے پوچھنا چاہئے۔ کہ تم باقی دس درمیانی اماموں کی روز پیدائش کو عید کیوں نہیں مناتے۔ امام حسنؓ سے نہیں انحرافِ باطنی ہے۔ مگر تو باقی کیوں فراموش کر دیئے؟

آمد و خرچ

۱۹۲۵ء میں ۱۹۲۴ء کی ۳۱ روپے ۸ آنے بچت سمیت ۲۵۶ روپے ۲ آنے آمد اور ۲۱۶ روپے ۷ آنے خرچ ہوا۔ پس بچت ۳۹ روپے ۱۱ آنے ہوئی۔ اخیر فروری ۱۹۲۶ء تک مزید آمد ۱۰۱ روپے ۱۴ آنے ملا کر میزان ۱۴۱ روپے ۹ آنے جسمیں سے عورت کا حصہ رسالہ نمبر ۱۴ پر خرچ ۱۱۵ روپے ۶ آنے نکالا تو باقی ۲۶ روپے ۳ آنے رہے رسالہ ہذا کے اخراجات ۳۱ روپے ماہ پانچ نمبر میں محسوب ہونگے:۔ خانصاحب شیر محمد مرحوم کے فرزندوں سے ۵۰ روپے تاحال وصول نہیں ہوئے:۔

(ناظمی خازن دائرۃ الاصلاح)

مفت خواں اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جب انجمن کے رسالے طلب کریں۔ تو اخراجات ڈاک کے لئے ٹکٹ نہ تو بھیجدیا کریں ورنہ تعمیل محال ہے۔ ایسے صاحبان اگر انجمن کی مدد نہیں کر سکتے۔ تو اخراجات محصول کا بار بھی تو اسپر نہ ڈالیں ؎

دائرۃ الاصلاح لاہور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدہ ام کلثوم رضؓ کے نکاح کا ایک اور ثبوت

حضرت داتا گنج بخش رحؒ کی کتاب "کشف المحجوب" "باب التزویج والتجرید" کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"واندر خبر است کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مر ام کلثوم رضؓ دختر فاطمہ رضؓ بنت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما را خطبہ کرد از پدرش علی رضؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ علی گفت رضی اللہ عنہ او بس خرد است و تو مرد پیری و مرا نیت آنست کہ او را بہ برادر زادہ خود خواہم داد عبداللہ بن جعفر۔ عمر رضؓ پیغام فرستاد کہ یا ابا الحسن اندر جہان زنان بسیار اند بزرگ۔ مراد من از ام کلثوم رضؓ نہ دفع شہوت است کہ اثبات نسلست کہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ گفت کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی۔ اکنوں مرا سبب ہست باید تا نسب نیز باشد تا ہر دو طرف متابعت وے محکم گردانیدہ باشد۔ علی رضؓ رضی اللہ عنہ وے را بداد و زید بن عمر از وے بیاید رضی اللہ عنہ"۔

دائرہ کے جدید طبع شدہ رسالے

رسالہ عـ۳۵ دائرۃ کی "پنج سالہ کارگذاری" میں ۳۴ شائع شدہ رسالوں کے نام اور مضامین کا خلاصہ درج ہوچکا ہے۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل رسالے نذر مسلمین ہوئے:-

عـ۳۶ مناظرہ نادرہ مابین سنی و شیعہ یعنے نادر بادشاہ ایران کا تحقیق کر کے شیعہ مذہب سے تائب ہونا

عـ۳۷ خنجر برہان یعنی شیعوں سے مناظرہ اور ان کی تردید کا طریقہ:-

عـ۳۸ عمل جور یعنی شیعوں کی عجیب و غریب حدیث طینت کا بیان:-

عـ۳۹ البحث المختوم فی حل عقد ام کلثوم یعنے حضرت عمر رضؓ سے حضرت علی رضؓ کی صاحبزادی کے نکاح کا ناقابل تردید ثبوت:-

عـ۴۰ عورت کا حصہ یعنی مردوں کے ساتھ عورتوں کے حصہ وراثت کی تشریح +

دائرۃ الاصلاح لاہور

۳/۲۶ ۲۲